اُردو لازمی

نویں اور دسویں جماعت کے لیے

(نئے نصاب کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

جام شورو، سندھ

جملہ حقوق بہ حق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جام شورو محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جام شورو سندھ

منظور کردہ: محکمۂ تعلیم مدارس و خواندگی ادارۂ، نصاب جائزہ و تحقیق حکومت سندھ

بہ طور واحد درسی کتاب برائے صوبۂ سندھ

مراسلہ نمبر (ایس او) ای اینڈ ایل/ کریکیولم ۲۰۱۴ بہ تاریخ ۶ فروری ۲۰۱۸

نگرانِ اعلیٰ

احمد بخش ناریجو

چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

نگران

- ناہید اختر

مؤلفین و مرتبین

- ڈاکٹر پروفیسر عتیق احمد جیلانی
- ڈاکٹر پروفیسر شاہ انجم
- ڈاکٹر عابدہ صدیقی
- محمد ناظم علی خان ماتلوی
- سید مسرت حسین رضوی
- نعیمہ منور

نظرثانی کمیٹی

- پروفیسر محمد یاسین شیخ
- پروفیسر ڈاکٹر عتیق احمد جیلانی
- محمد ناظم علی خان ماتلوی
- ڈاکٹر عابدہ صدیقی
- ڈاکٹر شذرہ شر
- محمد وسیم مغل
- زاہدہ بنگش
- ناہید اختر سومرو
- عمر فاروق گبول

مدیر

ڈاکٹر شذرہ شر

پروف ریڈنگ محمد ناظم علی خان ماتلوی

سرورق ساجدہ یوسف شیخ

کمپوزنگ لے آؤٹ: بختیار احمد بھٹو

مطبوعہ: اکیڈمک آفسٹ پریس

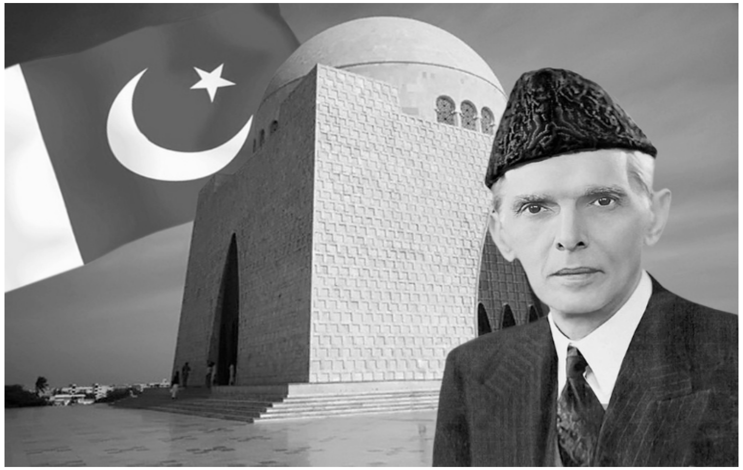

قائدِ اعظمؒ نے فرمایا

"پاکستان اپنے نوجوانوں پر فخر کرتا ہے، خصوصاً طلبہ پر، جو ہر ضرورت کے وقت پیش پیش رہے ہیں۔ نوجوانو! تم مستقبل کے معمار ہو، تمھیں نظم وضبط سے کام لینا ہے اور تعلیم وتربیت حاصل کرنا ہے، تاکہ صبر آزما مسائل سے نبٹ سکو، مستقبل کی ذمے داریوں کا بوجھ بھی تمھارے کاندھوں پر ہے، لہٰذا اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"نوجوانو! میں تمھیں پاکستان کا معمار سمجھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنی باری پر کیا کچھ کر دکھاتے ہو۔ اس طرح رہو کہ کوئی تمھیں گم راہ نہ کر سکے۔ اپنی صفوں میں اتحاد اور مضبوطی پیدا کرو۔ تمھارا اصل کام کیا ہے؟ اپنی ذات سے وفاداری، اپنے والدین سے وفاداری، اپنے ملک سے وفاداری اور اپنی تعلیم پر پوری توجہ"۔

(۱۳/ اپریل ۱۹۴۸ء، اسلامیہ کالج، پشاور)

اظہارِ تشکّر

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، ورثائے مُصنفین وشعرائے کِرام اور مختلف اداروں کا شکر گزار ہے کہ اُنھوں نے اس مجموعے میں طبع کردہ افسانوں، مضامین اور خطوط وغیرہ کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

محترم اساتذۂ کرام!

درسی کتاب برائے جماعت نہم و دہم تعلیمی نصاب ۲۰۰۶ کے عین مطابق لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا مقصد طلبہ میں دانش اور مہارت پیدا کرنا ہے تاکہ اُنھیں مطالعے کی عادت ہو اور وہ اچھے انسان اور مہذب شہری بن سکیں۔

یہ درسی کتاب اردو ادب کا شان دار نمونہ ہے۔ اس کتاب میں تمام مصنفّین کا تعارف اور حالاتِ زندگی بھی دیے گئے ہیں۔ جو صرف طلبہ کی معلومات بڑھانے کے لیے ہیں ان میں سے امتحان نہ لیا جائے اسی خیال کے مدِنظر مشق میں تعارف، حالات زندگی سے کوئی بھی سوال نہیں دیا گیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ میں سیکھنے کا رجحان مختلف طریقوں سے ہوتا ہے لیکن سکھانے کا سب سے زیادہ فعّال طریقہ انھیں ایسی سرگرمیوں میں مصروف رکھنا ہے جو کہ متعلقہ تصوّرات کو سمجھنے، ان کی صلاحیتوں مع اقدار کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوسکیں۔ چناں چہ حصولِ مقصد کے لیے ہر سبق میں مواد سے متعلق سرگرمیاں شامل کی گئی ہیں۔ ضروری ہے کہ بچے اپنی صلاحیتوں اور بنیادی ضرورتوں؛ جیسے: لکھنا، پڑھنا، سننا، بولنا اور سمجھنا کی مدد سے ان سرگرمیوں سے مہارت حاصل کریں۔ عین ممکن ہے کہ طُلبہ متعلقہ مواد کو بروئے کار لاتے ہوئے کتاب میں شامل تصورات کی مزید تفہیم کرسکیں۔

چوں کہ تمام بچے کلیدی تصورات وخیالات یک بار نہیں سمجھ سکتے لہٰذا انھیں مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ہر سبق کے اختتام پر موضوعی اور معروضی مشقیں رکھی گئی ہیں۔ یہ مشقیں بچوں کی فہمی صلاحیتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے بالخصوص تیار کی گئی ہیں تاکہ وہ کلیدی تصورات اور ہنر میں مزید نکھار لاسکیں۔

تدریسی عمل شروع کرنے سے قبل آپ اساتذہ اس کتاب کے متن اور اندرونی صفحات کے ذیلی حاشیے پر موجود ہدایات بہ غور پڑھ لیں۔ بہ حیثیت اُستاد یقیناً آپ کے پاس اپنے بہت سے خیالات، مشاہدات، تجربات اور معلومات ہوں گی اور لازماً آپ اپنے طلبہ اور ان کے ماحول سے زیادہ آگاہ ہوں گے، اس لیے دورانِ تدریس آپ اپنے تناظر میں دیگر متعلقہ مثالیں بھی شامل کرلیجیے۔

کتاب کے آخر میں تمام اسباق کی فرہنگ دی گئی ہے جو عین متن کے مطابق ہے۔ ایک لفظ کے کئی معانی ہیں مگر اس کتاب میں وہی معانی دیئے گئے ہیں جو سبق کو سمجھنے میں مدد کرسکیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ تدریس کے ہر پہلو پر مکمل توجہ دیں۔ طلبہ کتاب میں موجود سرگرمیوں کو انجام دیں جب کہ آپ کلاس میں ان کے کام کا جائزہ لیجیے اور بھرپور حوصلہ افزائی کیجیے۔

عملی سرگرمیاں نہ صرف معلومات حاصل کرنے بلکہ مہارت مع اقدار میں معاون ثابت ہوں گی اور اُن کی لسانی مہارتوں کو مستحکم کرنے میں بھی کام آئیں گی۔

اُمید کرتے ہیں کہ طُلبہ آپ کی تدریسی کاوشوں اور اس کتاب سے بھرپور فائدہ حاصل کرسکیں گے۔

مؤلفین و مرتبین

فہرست

	مضامین	مصنفین	
۱	اخلاقِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم	شبلؔی نعمانی	۱۰
۲	اُمید کی خوشی	سر سید احمد خان	۱۹
۳	قومی ہم دردی	مولانا الطاف حسین حالؔی	۲۴
۴	رشتہ ناتا	مولانا محمد حسین آزؔاد	۳۱
۵	نظریۂ پاکستان	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان	۴۰
	افسانوی ادب		
۶	اصغری نے لڑکیوں کا مکتب بٹھایا	ڈپٹی نذیر احمد دہلوی	۵۰
۷	بوڑھی کاکی	منشی پریم چند	۵۸
۸	سیانا بادشاہ	ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ	۶۸
	ڈراما/مکالمہ		
۹	شہید	میرزا ادیب	۷۴
	خاکہ/آپ بیتی		
۱۰	نام دیو -- مالی	مولوی عبدالحق	۸۴
۱۱	ڈسٹرکٹ بورڈ کی ڈسپنسری	قدرت اللہ شہاب	۹۱
	طنز و مزاح		
۱۲	اُونہہ	مرزا فرحت اللہ بیگ	۹۹
	سفرنامہ		
۱۳	کچھ ورق تاریخ سے	حکیم محمد سعید	۱۰۵

	مکاتیب		
۱۴	بہ نام ہرگوپال تفتؔہ	غالؔب	۱۱۲
۱۵	بہ نام میر مہدی مجرؔوح	غالؔب	۱۱۳
	حصۂ نظم	**شعرا**	
۱۶	حمد	مولانا اسمٰعیل میرٹھی	۱۱۸
۱۷	نعت	امیؔر مینائی	۱۲۳
۱۸	برسات کا تماشا	نظیؔر اکبرآبادی	۱۲۸
۱۹	دُنیائے اسلام	علاّمہ محمد اقباؔل	۱۳۳
۲۰	سرِ راہِ شہادت	ابوالاثر حفیؔظ جالندھری	۱۳۸
۲۱	گرمی کی شِدّت	میر انیؔس	۱۴۳
۲۲	جیوے جیوے پاکستان	جمیل الدین عالؔی	۱۴۸
۲۳	کرکٹ اور مُشاعرہ	دلاور فگاؔر	۱۵۲
	غزلیات		
۲۴	فقیرانہ آئے صدا کر چلے	میر تقی میؔر	۱۵۷
۲۵	دہن پر ہیں اُن کے گماں کیسے کیسے	خواجہ حیدر علی آتؔش	۱۶۱
۲۶	ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ ”تو کیا ہے“؟	مرزا غالؔب	۱۶۵
۲۷	لگتا نہیں ہے جی مرا اُجڑے دیار میں	بہادر شاہ ظفؔر	۱۶۹
۲۸	دعا میں ذکر کیوں ہو مُدّعا کا	حسؔرت موہانی	۱۷۷
۲۹	جب تک انساں پاک طینت ہی نہیں	جگؔر مرادآبادی	۱۷۹
۳۰	ہونٹوں پہ کبھی اُن کے مرا نام ہی آئے	اداؔ جعفری	۱۸۳
	فرہنگ		۱۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا شبلی نعمانی

ولادت: ۱۸۵۷ء   وفات: ۱۹۱۴ء

محمد شبلی نام اور شمس العلماء خطاب تھا۔ نعمانی، امام اعظم ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابت سے عقیدت کی وجہ سے خود اضافہ کیا۔ والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا۔ اعظم گڑھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اعظم گڑھ کے مدرسے سے حاصل کی۔ آپ کی لیاقت کی وجہ سے سرسید نے علی گڑھ کالج میں عربی کا استاد مقرر کیا۔ یہیں آپ کی تصنیفی زندگی کا آغاز ہوا۔ آپ نے مصر، ترکی، روم اور شام کے سفر کیے اور وہاں کے کتاب خانوں سے مواد حاصل کیا۔ ترکی کے سلطان نے آپ کو ”تمغائے مجیدی“ عطا کیا۔

مولانا شبلی شاعر، ادیب، فلسفی، قانون دان، ماہر تعلیم، عالمِ دین اور مؤرّخ تھے۔ آپ کی تصانیف میں ”المامون، سیرت النعمان، الفاروق، الغزالی، سوانح مولانا روم، مقالاتِ شبلی اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم“ جیسی بلند پایہ کتابیں ہیں۔

اخلاقِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وآلہٖ وَسَلَّم

حاصلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) کوئی بات یا پیغام سن کر انھی لفظوں میں دہرا سکیں۔ (۲) ادب پارے کا خلاصہ لکھ سکیں۔ (۳) پانچ سے سات منٹ کی تقریر درست لب و لہجے سے کر سکیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ۲۵ برس تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ زوجیت میں رہی تھیں، زمانۂ آغازِ وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں: ”خدا کی قسم! خدا آپ کو کبھی غم گین نہ کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلۂ رحمی کرتے ہیں، مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں، غریبوں کی اعانت کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، حق کی حمایت کرتے ہیں، مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔“

اُمہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف تفصیل سے نہیں بیان کیے ہیں۔ فرماتی ہیں: ”آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر کرتے تھے اور معاف فرما دیتے تھے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کسی غلام، لونڈی، عورت، جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کی درخواست رد نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں،

ہنستے اور مسکراتے ہوئے۔ دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے اور آغازِ نبوت سے آخر تک کم از کم ۲۳ برس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہے تھے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَخلاق و عادات کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا: ’’آپ خندہ جبیں، نرم خُو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔‘‘ کوئی برا کلمہ منھ سے کبھی نہیں نکالتے تھے۔ عیب جُو اور تنگ گیر نہ تھے۔ اپنے نفس سے تین چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل دور کر دی تھیں: ’’بحث ومباحثہ، ضرورت سے زیادہ بات کرنا اور جو بات مطلب کی نہ ہو، اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے: کسی کو برا نہیں کہتے تھے، کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے، کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے تھے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا، چپ سُنا کرتے۔ دوسروں کے منھ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ نہایت فیاض، نہایت راست گو، نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا، لیکن جیسے جیسے، آشنا ہوتا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے لگتا۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ جو گویا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آغوش پَرْوَرْدَہ تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم خُو تھے، سخت مزاج نہ تھے۔ کسی کی توہین روا نہ رکھتے تھے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہارِ تشکر فرماتے تھے۔ کھانا جس قسم کا سامنے آتا، تناول فرماتے اور اُس کو بُرا بھلا نہ کہتے۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، جن کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت سے مسکرا دیا کرتے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا نہ دیا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ ہنستا تھا، وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے، کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے۔ معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام و مصافحہ کرتے، کوئی شخص جُھک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے، جب تک وہ خود منھ نہ ہٹالے۔ مصافحے میں بھی یہی معمول تھا۔ یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے، اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ مجلس میں بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانو ہم نشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے۔ واپس آنے لگے تو انھوں نے اپنے صاحب زادے قیس رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب جائیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیس رضی اللہ عنہ سے کہا: ’’تم بھی میرے اونٹ پر سوار ہو لو۔‘‘ انھوں نے بے ادبی کے لحاظ سے تأمّل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا سوار ہو لو یا گھر واپس جاؤ۔ وہ واپس چلے آئے۔

ایک دفعہ نجاشی کے ہاں سے ایک سفارت آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو اپنے ہاں مہمان رکھا اور خود بہ نفسِ نفیس مہمان داری کے تمام کام انجام دیے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے۔ ارشاد ہوا کہ اِن لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گزاری کی ہے، اس لیے میں خود

اِن کی خدمت گزاری کرنا چاہتا ہوں۔

عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو اصحابِ بدر میں تھے، ان کی بینائی میں فرق آ گیا تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آ کر درخواست کی کہ میں اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہوں لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو مسجد تک جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں تشریف لا کر نماز پڑھ لیتے تو میں اسی جگہ کو سجدہ گاہ بنا لیتا۔ دوسرے دن صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اُن کے گھر گئے اور دروازے پر ٹھہر کر اِذن مانگا۔ اندر سے جواب آیا تو گھر میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کہاں نماز پڑھوں؟ جگہ بتا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز ادا کی۔

ابوشعیب رضی اللہ عنہ ایک انصاری تھے۔ ان کا غلام بازار میں گوشت کی دکان رکھتا تھا۔ ایک دن وہ خدمتِ اقدس میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم کے حلقے میں تشریف فرما تھے اور چہرے سے بھوک کا اثر پیدا تھا۔ ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے جا کر غلام سے کہا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو۔ کھانا تیار ہو چکا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ قدم رنجہ فرمائیں۔ کل پانچ آدمی تھے۔ راہ میں ایک اور شخص ساتھ ہو لیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوشعیب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''یہ شخص بے کہے ساتھ ہو لیا ہے، تم اجازت دو تو یہ بھی ساتھ آئے ورنہ رخصت کر دیا جائے۔'' انھوں نے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو بھی ساتھ لائیں۔''

کسی شخص کی کوئی بات ناپسند آتی تو اکثر اُسی کے سامنے اُس کا تذکرہ

نہ فرماتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں سے کہا کہ اُن سے کہہ دینا کہ یہ رنگ دھو ڈالیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اچھا آنے دو۔'' وہ اپنے قبیلے کا اچھا آدمی نہیں تھا۔ لیکن جب وہ خدمتِ مبارک میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر تعجب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''خدا کے نزدیک سب سے بُرا وہ شخص ہے، جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے مِلنا جُلنا چھوڑ دیں۔''

سلام میں پیش دستی فرماتے۔ جب چلتے تو مرد، عورتیں، بچے جو سامنے آتے اُن کو سلام کرتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راستے سے گزر رہے تھے، ایک مقام پر مسلمان اور منافق و کافر یک جا بیٹھے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب کو سلام کیا۔

(ماخوذ از: ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' جلد دوم)

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زمانۂ آغازِ وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کن الفاظ میں تسلّی دیتی تھیں؟

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا اخلاق بیان فرمائے؟

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کیا کرتے تھے؟

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟

(ہ) حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا درخواست کی؟

سوال۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت زوجیت میں رہی تھیں:

(۱) ۱۵ برس (۲) ۲۰ برس

(۳) ۲۵ برس (۴) ۳۰ برس

(ب) سبق ''اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پڑھ کر مجموعی طور پر جذبہ پیدا ہوتا ہے:

(۱) پہلے خود سلام کرنے کا (۲) اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کا

(۳) بھوکوں کو کھانا کھلانے کا (۴) نرم لہجے میں بات کرنے کا

(ج) جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیا کرتے تھے:

(۱) محبت کی وجہ سے (۲) رشتے داری کی وجہ سے

(۳) دوستی کی وجہ سے (۴) مروّت کی وجہ سے

(د) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کا نام تھا:

(۱) قیس (۲) خالد (۳) عمر (۴) ابوقتادہ

(ہ) ''مصافحہ'' کرنے کا مطلب ہے:

(۱) سلام کرنا (۲) گلے ملنا

(۳) مسکرا کے ملنا (۴) ہاتھ ملانا

(و) ابوشعیب رضی اللہ عنہ کے غلام کی بازار میں دکان تھی:

(۱) گوشت کی (۲) سبزی کی

(۳) پھلوں کی (۴) کپڑے کی

سوال۳: درج ذیل خالی جگہیں درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق .... سے بڑھ کر کسی نے تفصیل سے نہیں بیان کیے ہیں۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں .... نہیں لیا۔

(ج) اپنے نفس سے .... چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل دُور کر دی تھیں۔

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... میں پیش دستی فرماتے۔

(ہ) ایک دفعہ .... کے ہاں سے سفارت آئی۔

سوال۴: اس سبق کا خلاصہ سو الفاظ میں لکھیے۔

سوال ۵: درست بیان پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ ( )

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں کے منھ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ ( )

(ج) حضرت امام حسنؓ نے حضرت علیؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا۔ ( )

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام کرتے۔ ( )

(ہ) ایک صاحب خوش بو لگا کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ( )

سرگرمی

طلبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ حَسَنہ کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کا چارٹ تیار کر کے کلاس میں آویزاں کریں۔

❁ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالاتِ زندگی، اعمال، اقوال اور احکامِ مبارکہ بیان کیے جاتے ہیں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) یہ سبق پڑھاتے ہوئے سیرتِ مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزید پہلوؤں پر روشنی ڈالیے۔ (۲) اسکول لائبریری سے کتابیں منگوا کر طلبہ کو سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطالعے کی ترغیب دیجیے۔ (۳) چند کثیر الانتخابی سوالات کے جواب براہِ راست سبق میں موجود نہیں۔ یہ سوالات طلبہ میں اعلیٰ ذہنی سطح کی تفہیمی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ لہٰذا عبارت فہمی کی تدریسی عملی حکمتیں استعمال کرتے ہوئے طلبہ کو آمادہ کیجیے کہ وہ ان سوالات کے جواب کے لیے غور و فکر کریں۔

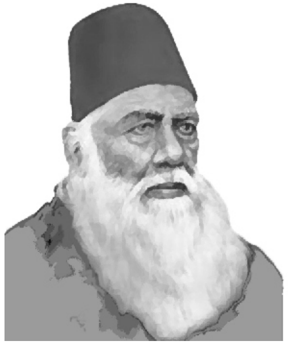

سر سیّد احمد خان

ولادت: ۱۸۱۷ء   وفات: ۱۸۹۸ء

سر سیّد احمد خان دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سیّد محمد متقّی تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی۔ پھر قرآن مجید، حدیثِ پاک اور فقہ کی تعلیم اٹھارہ سال کی عمر میں مکمل کر لی۔ اس کے بعد مُنصِفی کا امتحان پاس کر کے بہ حیثیت مُنصِف ملازم ہو گئے اور ترقی کرتے کرتے جج کے عہدے تک پہنچ گئے۔

آپ نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز اپنے اخبار "سید الاخبار" سے کیا۔ مسلمانوں کے اَخلاق کی اصلاح کے لیے ایک رسالہ "تہذیب الاخلاق" نکالا۔ نیز مسلمانوں کی تعلیم کے لیے علی گڑھ میں ایک اسکول قائم کیا جو ترقی پا کر ایک عظیم الشان یونی ورسٹی بن گیا۔

سر سیّد ایک بلند پایہ نثر نگار، اخبار نویس اور عالم تھے۔ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ نے آپ کو "جوادّ الدّولہ" اور "عارفِ جنگ" کے خطابات دیے۔ انگریز حکومت نے بھی آپ کو "سر" کا خطاب دیا۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں "آثار الصّنادید، خطباتِ احمدیہ، اسبابِ بغاوتِ ہند اور تاریخِ سرکشیٔ بجنور" بہت مشہور ہیں۔